نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

اخبار ہفتہ میں تین بار فی پرچہ تین پیسے

الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی ۶ ششماہی للعہ سہ ماہی ۲

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲ — مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۵ء یوم شنبہ مطابق ۸ شوال ۱۳۴۳ھ — نمبر ۱۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت رمضان کے آخری ہفتہ سے کمزور چلی آرہی ہے۔ اگرچہ حضور دینی کاموں میں پوری مستعدی کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ مگر دو تین روز سے اس طرح کی حالت ہے کہ دن بھر سر درد رہتی ہے۔ اور کھڑے ہونے پر بہت ضعف معلوم دیتا ہے گلے میں بھی درد ہے۔ پیاس سخت لگتی ہے۔ اور باوجود پانی پینے کے منہ خشک معلوم دیتا ہے احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب نے بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کا درس دینا شروع فرما دیا ہے ؎

۲۷۔ اپریل کو رات کے وقت جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر نے میجک لینٹرن کے ذریعے مستورات کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ کے نظارے اور دیگر ممالک میں تبلیغی نتائج تصویری زبان میں دکھائے ؎

نظم

جو کچھ ہو پاس لا کر نذرِ امام کردو

(از عبد المجید احمدی ٹمبر مرچنٹ۔ جہلم)

احمدؑ کے جاں نثار و! کس کی صدا یہ آئی
لبریز معرفت ہے ہر لفظ اس صدا کا

کردو نچھاور اپنی جانیں اسی صدا پر
آواز ہے یہ اسکی جو شانِ کبریا ہے

جس کی گلی کے ذرّے ٹکڑے ہیں سیم و زر کے
ابتیاب کہہ کے اُٹھو اور باندھ لو کمر بھی

اِک لاکھ چیز کیا ہے سو لاکھ بھی جو ہوتے
حضرت کے آستاں پر کرتے فدا فدائی

انجلی ہے حسرتِ دل کرنے کو پیشوائی
کانوں میں بھر دیا ہے کیا کیفِ خوشنوائی

ایثار کا دکھا دو اِک جوشِ انتہائی
وہ جس کے آستاں پر سجدہ میں ہے خدائی

پھیلے ہوئے پڑے ہیں اجزائے کیمیائی
اللہ کا کرم ہے مصروفِ رہنمائی

اس کے عوض میں خالق کیا جانے بخشدے کیا
تکمیلِ کار کرکے دُنیا کو یہ دکھا دو،
جان اور مال دونوں یکسر نثار کردو

ہے وہ ہی دینے والا، محتاج ہے خدائی
ہر احمدی کے دل میں ہے جوش باوفائی
اچھی نہیں خموشی ۔ ہے کفر کج ادائی

ہاں جلد تر مکمل چھوٹا سا کام کردو
جو کچھ ہو پاس لاکر نذرِ امام کردو

نامۂ لنڈن

اس ہفتہ میں میرا ایک لیکچر National Secular Society London. میں ہوا۔ یہ ایک آزاد خیال دہریوں کی سوسائٹی ہے۔ اخبار Freethinker اس سوسائٹی کی طرف سے ہی نکلتا ہے۔ اس سوسائٹی کے سکرٹری سے میری خط و کتابت ہوئی تھی۔ پہلے تو ان کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بحث کریں۔ لیکن پھر انہوں نے مجھے لکھا کہ ہم World wide Ahmadiyya movement. کے متعلق علم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ اسپر ایک لیکچر دیں۔ چنانچہ ۲۹ مارچ کو میرا وہاں لیکچر ہوا ۴۵ منٹ تقریر کی اور سلسلہ کے حالات۔ اہمیت اور ترقی اور تعلیم کو کھول کر بیان کیا۔ جماعت کی قربانیوں کا بھی ذکر کیا ہے اور آخر میں ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کی دعوت دی۔

پریزیڈنٹ نے کہا کہ آج تک تو ہم مغرب سے مشرق میں مبلغ بھیجتے رہے ہیں۔ اور یہ ہمارے لئے پہلا موقعہ ہے۔ کہ مشرق سے ایک مبلغ ہمیں اپنا مذہب منوانے آیا ہے۔ اس لئے اگر کسی نے کوئی سوال کرنا ہو یا کچھ کہنا ہو تو کہہ سکتا ہے۔ اسپر ایک صاحب اُٹھے۔ اور انہوں نے کہا کہ مسیح نے اگر آنا ہے۔ تو اس کو مغرب میں آنا چاہئیے۔ یورپ کے لوگ ترقی یافتہ ہیں۔ اور ہر قسم کے علوم میں ترقی کررہے ہیں۔ وغیرہ۔ ایک نے کہا۔ میں تو سوائے مادے کے دنیا میں کسی چیز کی ہستی کا قائل نہیں۔ لیکچرار صاحب مجھے سوا مادے کے جو چیز موجود ہے۔ اس کی تعریف کرکے بتائیں۔ دوسرے نے معجزات پر اعتراض کیا۔ تیسرے نے کہا۔ دہریوں سے بڑھکر کوئی شخص علم نہیں رکھ سکتا۔ آپ کے مسیح نے دہریوں کو کیا زیادہ علم دیا ہوگا وغیرہ۔ میں نے ان کے بعد پھر آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ اور ان کے سب سوالوں کے جواب دئیے۔ ایک صاحب نے سلسلہ سے بہت ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ یہ ایک Reform movement ہے۔ وہ کسی زمانہ میں مکرمی قاضی عبداللہ صاحب سے مل چکا تھا۔ اسکے بعد سکرٹری صاحب نے کابل کے مظالم کے متعلق اظہار نفرت کیا۔ اور اس کے بعد پریزیڈنٹ صاحب نے میرا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ ہم سب کو آپ کے سلسلہ سے دلچسپی اور ہمدردی ہے۔

یہ بھی فیصلہ ہوا کہ آیندہ میرا ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر مباحثہ ہو۔ جس کے لئے وہ تاریخ مقرر کرکے اطلاع دینگے۔ والسلام۔ خاکسار درد از لنڈن ۲۵ ؎

کانفرنس مذاہب لنڈن کے صدر کا خط

بنام

جناب صوفی حافظ روشن علی صاحب

لنڈن کی کانفرنس مذاہب کے صدر کی طرف سے حسب ذیل خط جناب حافظ صاحب موصوف کو حال میں موصول ہوا ہے۔

جناب صوفی حافظ روشن علی صاحب

میں خوشی کے ساتھ آپ کو اس بات کی اطلاع دیتا ہوں کہ وہ لیکچر جو گذشتہ کانفرنس مذاہب کے موقعہ پر پڑھے گئے انکو بہت جلد ایک جلد میں چھپوانے کا انتظام میسرز گیرلڈ ڈک ورتھ اینڈ کو آف ہنری ایٹا سٹریٹ کوونٹ گارڈن لنڈن ڈبلیو سی کے ساتھ کرلیا گیا ہے۔ ایک جلد کی قیمت ۱۶ شلنگ ہوگی محصولڈاک اسکے علاوہ ہوگا۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ ہر ممکن کوشش کرکے اپنے دوستوں میں یہ تحریک کرینگے۔ کہ وہ براہ راست پبلشر سے اس کی کاپیاں منگوائیں۔ اور ایک کاپی آپ کی ذات کے لئے بھیجی جاویگی۔

آپ کا لیکچر تھوڑے سے اختصار کے بعد چھاپ دیا جائیگا جس کے متعلق اس بات کی خاص طور پر خواہش کی جاتی ہے کہ کسی اور پبلشر یا اخبار کو اصل مسودہ نہ دیا جاوے۔ کیونکہ میسرز ڈک ورتھ نے کمال مہربانی سے اس کام کے کرنے کا پورا ذمہ اُٹھا لیا ہے۔

ہمیں مختلف اطراف سے خبریں پہنچ رہی ہیں کہ کانفرنس کو غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ میں اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاکر آپ کے اس کام میں حصہ لینے کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا نہایت وفا شعار۔ صدر منتظم کمیٹی ؎

اخبار احمدیہ

اخبار انوار الاسلام اس نام سے ایک پندرہ روزہ اخبار ہمارے لکھنو کے احمدی احباب نے جاری کیا ہے۔ جس کے ایڈیٹر مرزا احسام الدین احمد صاحب اکبرآبادی ہیں۔ اخبار کی غرض بہائی ازم کے رازہائے سربستہ کا انکشاف اور ان کے اعتراضات کا جواب دینا ہے۔ اخبار کی قیمت دو روپے سالانہ ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ مضامین پوری تحقیق کے ساتھ مدلل اور پُرزور شائع ہورہے ہیں۔ احمدی احباب کو اس اخبار کی خریداری کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور غیر احمدیوں میں بھی اس کی اشاعت بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ وہ بھی ان لوگوں کے اصل حالات سے واقف ہوسکیں۔ اجولمنے پرچہ کے لئے مینیجر صاحب اخبار انوار الاسلام۔ امین آباد پارک لکھنؤ سے درخواست کرنی چاہیئے ؎

پتہ مطلوب ہے مرزا مبارک بیگ صاحب احمدی ساکن کلانور ضلع گورداسپور سے دفتر امور عامہ کو ایک ضروری کام ہے۔ مگر ان کے موجودہ پتہ کا علم نہیں۔ کئی جگہ خطوط لکھے گئے۔ لہٰذا اگر کسی احمدی بھائی کو ان کے قیام کا صحیح پتہ ہو تو دفتر امور عامہ کو اطلاع دیں۔ اور مرزا صاحب کو بھی مطلع کردیں کہ وہ قادیان فوراً پہنچ جاویں۔ والسلام

المشتہر :- ذوالفقار علیخان۔ ناظر امور عامہ قادیان

ولادت بابو عبدالکریم صاحب سٹور کلرک انجن شڈ چھاؤنی پشاور کے ہاں اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد عطا کی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ سے بذریعہ اخبار دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ مولود مسعود کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

خاکسار ایچ۔ ایم۔ مرغوب اللہ۔ پشاور،

درخواست دُعا ۲۵ مئی ۱۹۲۵ء سے ہمارا سالانہ امتحان شروع ہوگا۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔ محمد اعظم و معین الدین حیدرآباد دکن (۲) بندہ بہت دنوں سے بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمادیں۔ سلطان عالم مدرس مدرسہ گوہرباب

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

یوم شنبہ - قادیان دار الامان - ۲۰ مئی ۱۹۲۵ء

قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کی تفسیر

فرمودہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۲۴ اپریل بعد نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس درس قرآن کریم کو ختم فرماتے ہوئے جو جناب حافظ روشن علی صاحب نے رمضان المبارک میں شروع کیا ہوا تھا قرآن کریم کی تین آخری سورتوں کی حسب ذیل تفسیر فرمائی۔

(ایڈیٹر)

قرآن کریم اپنے برکات کے لحاظ سے

ایک عجیب کتاب

ہے۔ جب انسان اس کے مطالب پر غور کرتا ہے۔ اور جب اس کے ساتھ تعلق قائم کرتا ہے تو اسوقت یہ عجیب قسم کی کیفیات اس کے دل میں پیدا کرتا ہے۔ ایسی کیفیات جو بالکل ایک

بجلی کی رَو

کے مشابہ ہوتی ہیں۔ جو بغیر کسی طاقت اور قوت کے نظر آئے جسم کے ہر ذرہ ذرہ میں ایسی لہر اور حرکت پیدا کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان محسوس کرتا ہے کہ نہ صرف میں زندہ ہوں بلکہ میرے جسم کا ہر ذرہ زندہ ہے۔ وہ ایسے غیر مرئی غیر معمولی اور غیر معلوم طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کو پیوستگی دیتا ہے کہ وہ انسان جو تھوڑی ہی دیر قبل دنیا کے خیال میں محو اور مبتلا تھا۔ وہ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کرتا اور آناً فاناً بلند ہوتے ہوئے اپنے آپ کو

عرش معلّٰی پر

پاتا ہے۔ ایک کمزور اور ناتواں ہستی جو ابھی ہلاکت کے گڑھے میں گری ہوئی تھی۔ وہ قرآن کریم کے ذریعہ ایسی شدید البرق اور شدید القویٰ اور کامل المکمل وجود کے اندر محیط پاتی ہے کہ جس کے بعد

فنا کے خیالات

اس کے دماغ سے بالکل اُڑ جاتے ہیں۔ ہمیشگی کی زندگی اس کے سامنے اور نہ مٹنے والے آثار اس کے پیچھے ہوتے ہیں۔ اس کے سامنے

حیات ابدی

کے نظارے اور اس کے پیچھے ہمیشہ ہمیش تک یاد رہنے والے کارنامے ہمیشہ تک زندہ رکھنے اور بلند ہونیوالا نام ہوتا ہے۔ غرض وہی وجود جو ایک لمحہ پہلے اپنے آپ کو بہت بڑے بوجھ کے نیچے دبا ہوا سمجھتا ہے۔ جو زندگی سے اسقدر تنگ آیا ہوتا ہے کہ موت کو بھی ایک قیمتی جوہر سمجھتا ہے۔ جس کا حاصل کرنا اس کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ جو زندگی کو ناقابل برداشت بار خیال کرتا ہے۔ وہ جھٹ پٹ دنیا کی ہر چیز میں لذت اور سرور پانے لگتا ہے۔ عالم کے ہر ذرہ ذرہ میں خدا تعالیٰ کی جلوہ گریوں کو دیکھتا ہے۔ اور یا تو وہ اپنی جان کے لئے موت کا متمنی ہوتا ہے یا پھر دنیا کے ذرہ ذرہ کو ناقابل ہلاکت دیکھتا ہے۔ ہر چیز میں اسے اس چشمہ حیات کی لہریں محسوس ہوتی ہیں۔ جس کی طرف سے اس کو حیات بطور انعام ملی ہے۔ غرض یہ کلام اپنے اندر ایسی عجیب قدرتیں رکھتا ہے۔ کہ ان کے محسوس کرنے کے بعد ایک منٹ کے لئے بھی یہ شک نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ

خدا کا کلام

نہیں ہے۔ اس وقت کسی دلیل کسی بُرہان کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ دلیل کی ضرورت اندھے کے لئے ہوتی ہے۔ جس طرح ظاہری آنکھوں والے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی وہ رہبر کا محتاج نہیں ہوتا۔ اسی طرح جو لوگ

رُوحانی آنکھیں

رکھتے ہیں۔ وہ بھی قرآن کریم کی صداقت کے لئے کسی دلیل اور راہ کے محتاج نہیں ہوتے۔ انہیں سب کچھ دکھائی دیتا ہے۔ دیکھو جو شخص کھلی آنکھوں کے ساتھ دن کی روشنی میں داخل ہوتا ہے اسے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ سورج چڑھا ہوا ہے اسی طرح جو شخص کھلی آنکھوں کے ساتھ ایک

مُنوّر مجلس

میں داخل ہوتا ہے۔ اُسے یہ بتانے کی حاجت نہیں ہوتی کہ یہ بجلی یا گیس کا ہنڈا جل رہا ہے۔ ہاں نابینا کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ اسے بتائیں یہ بجلی کا لیمپ ہے یا جو اندھیری کوٹھری میں پڑا ہو۔ اسے بتائیں کہ سورج نکل آیا ہے۔ پس جو روحانی نابینا ہوتے ہیں وہ دلائل کے محتاج ہوتے ہیں۔ لیکن جنہیں روحانی بینائی حاصل ہو۔ ان کے لئے قرآن کریم کا ایک ایک لفظ دلیل اور بُرہان ہے۔ کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اور خدا کا کلام کسی کا محتاج نہیں ہو سکتا ؛

آپ لوگوں نے

قرآن کریم کا درس

اس مہینہ میں سُنا۔ جس میں جبرائیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتے تھے۔ تاکہ سارا کلام مجید آپ کو سُنائیں۔ ہر شخص نے اپنے اپنے ظرف اور عقل کے مطابق اس سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔ اور اٹھائیگا۔ اور جتنا کوئی زیادہ فائدہ اٹھائیگا۔ اتنا ہی مبارک ہوگا۔ اس کی

آخری تین سُورتیں

میرے لئے رکھی گئی ہیں کہ میں ان کا درس دوں۔ میں نے ابھی خطبہ جمعہ میں بتایا ہے کہ میری صحت ایسی نہیں کہ کوئی لمبی بات بیان کر سکوں مگر میں نے جو کچھ خطبہ میں کہا ہے۔ وہی درس کے لئے بھی کہتا ہوں کہ اپنے اندر وہ مادہ پیدا کرو کہ قرآن کریم کے مطالب کی سمجھ آ سکے۔ اس کے بعد کسی کے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں رہیگی اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسا شخص درسوں میں نہیں بیٹھتا بیٹھتا ہے۔ بلکہ دوسروں سے زیادہ بیٹھتا ہے۔ مگر ایسے لوگوں کی مثال یہ ہوتی ہے۔ کہ جب لوگ کسی مباحثہ یا لیکچر سے واپس آتے ہیں۔ تو ان باتوں کا تکرار کرتے ہیں۔ جو مباحثہ میں ہوتی ہیں۔ میں اس کا نام جگالی رکھتا ہوں۔ جس طرح جانور پہلے جلدی جلدی خوراک کھا لیتے ہیں۔ اور پھر آرام میں مزا لے لے کر چباتے ہیں۔ اسی طرح انسان کی عادت ہوتی ہے کہ جو مزیدار بات کہیں سے سنتا ہے۔ اُسے دوہراتا اور لطف اُٹھاتا ہے۔ یہ بات جو میں نے بیان کی ہے۔ اس کو تو نظر انداز کر کے نکلو۔ اور کسی

مُباحثہ کے متعلق گفتگو

کرنے والوں کی باتوں کو سُنو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ایک کہہ رہا ہوگا فلاں بات خوب کہی گئی۔ فلاں دلیل بہت اچھی دی گئی۔

سُننے والے بھی کہینگے - واقعہ میں فلاں بات بہت اچھی تھی اب کہنے اور سُننے والے دونوں قسم کے لوگوں نے وہ باتیں سُنی ہونگی۔ مگر پھر وہ ان کا تکرار کر رہے ہونگے۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ تا اس طرح وہ پھر لطف اٹھائیں اسی طرح جو شخص دوسرے سے قرآن کریم سنتا ہے درس قرآن کی مجلس میں بیٹھتا ہے۔ وہ قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھنے کے لئے کسی دلیل کا محتاج نہیں ہوتا - بلکہ چنگالی کے طور پر سُنتا اور اس طرح بار بار لذت حاصل کر رہا ہوتا ہے ؎

جب سے حافظ (روشن علی) صاحب رمضان میں قرآن کریم کا درس دینے لگے ہیں - یہ آخری سورتیں درس کے خاتمہ پر میں پڑھا کرتا اور درس دیا کرتا ہوں - یہ سُورتیں قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ ہیں - مگر اس خلاصہ کا بیان کرنا بھی وقت چاہتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ ابھی جبکہ میں نے تمہید ہی شروع کی ہے - سر چکرانے لگا ہے - اس وجہ سے میں اختصار کے ساتھ چند باتیں بیان کروں گا۔

پہلی

سُورہ اخلاص

ہے - جو واقعہ میں انسان کے اندر اخلاص پیدا کرتی ہے - یعنی خدا تعالیٰ سے اس کا تعلق جوڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے :- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں۔ جو رحمٰن ہے - ہر قسم کے سامان اس نے پیدا کئے ہیں۔ بغیر اس کے کہ ان کی احتیاج کا خیال بھی ہوتا - پھر وہ رحیم ہے - اس نے ایسے سامان پیدا کئے ہیں کہ جب اس کے بنائے ہوئے سامانوں سے فائدہ اُٹھاؤں - تو انہی سے اعلیٰ بدلے دیتا ہے اور کسی عمل کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی

صفتِ رحیمیت

کہ کوئی عمل ضائع نہیں جاتا - کس طرح ثابت شدہ حقیقت بن رہی ہے۔ آج ایسے سامان پیدا ہو گئے ہیں کہ دینی عمل تو الگ رہا - دنیوی

کوئی عمل بھی ضائع نہیں ہوتا

یہ انگلی جو میں ہلاتا ہوں - اس کا ہلنا بلکہ پلک کا جھپکنا بھی عالم میں ایک ایسا تغیر پیدا کرتا ہے کہ جو کسی جگہ نہیں رُکتا ایک معمولی سی حرکت ایتھر اور جو میں ایسے تغیرات پیدا کر دیتی ہے - کہ اربوں ارب میل پر بیٹھی ہوئی مخلوق آلات کے ذریعہ آنکھ کے جھپکنے اور ہونٹوں کے ہلنے تک کو محسوس کر لیتی ہے - اور پھر آج ہی معلوم نہیں کر سکتی - بلکہ آج سے کروڑوں سال بعد بھی معلوم کر سکتی ہے۔ اگر کوئی لنڈن میں بات کرے تو اسی وقت ہندوستان میں بھی سنی جا سکتی۔ کیونکہ جو بھی بات کی جائے - وہ ضائع نہیں جاتی۔ چنانچہ بغیر تار کے جو حرکت پیدا کی جاتی ہے۔ وہ دوسری جگہ محسوس کی جاتی ہے حتیٰ کہ سینکڑوں میل کے فاصلے پر بیٹھے تصویریں لے لی جاتی ہیں - چنانچہ حال ہی میں اس کے متعلق تجربہ کیا گیا ہے - واشنگٹن جو امریکہ کا دارالسلطنت ہے - وہاں کے آدمیوں کی تصویریں دس منٹ کے اندر اندر نیویارک میں لے لی گئی ہیں - گویا یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے - کہ کوئی حرکت ضائع نہیں جاتی خدا تعالیٰ فرماتا ہے - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس کا نام لیکر کام شروع کرو - جو رحمٰن ہے - جس نے سب چیزیں پیدا کی ہیں - اور جو رحیم ہے جس نے کوئی چیز ضائع ہونیوالی پیدا نہیں کی بد اعمالیاں بھی قائم رکھی جاتی ہیں - مگر ان کے متعلق ایک بات ہے - اور وہ یہ کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت ہر جگہ جاری ہے - اس لئے ایک مدت کے بعد وہ انکو مٹا ڈالتی ہے ؎

فرمایا :- قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ - کہدے تم

خدا کی ہستی

کے متعلق مختلف خیالات میں مبتلا ہو - قسم قسم کی تھیوریاں ایجاد کرتے ہو - طرح طرح کے فلسفے اور نکتے معلوم کرتے ہو - لیکن خدا تعالیٰ کے متعلق جو یقینی بات ہے - اس کا نقطہ مرکزی یہ ہے -

اَللّٰهُ اَحَدٌ

اللہ کی ذات ایسی ہے کہ ہر رنگ اور ہر طرح اپنے وجود میں ایک ہی ہے۔ نہ وہ کسی کی ابتدائی کڑی ہے - اور نہ آخری سرا - نہ کسی کے مشابہ ہے - اور نہ کوئی اس کے مشابہ -

احد کا لفظ

اپنے اندر عجیب خصوصیت رکھتا ہے - اور وہ یہ ہے کہ اس میں کسی رنگ میں دوئی نہیں پائی جاتی - باقی سب ہندسوں میں دوئی پائی جاتی ہے - حتیٰ کہ واحد میں بھی اور اوّل میں بھی دوئی پائی جاتی ہے واحد کے معنے ہیں پہلا - یعنی دوسروں کی نسبت سے پہلا اور نسبت دوئی کو طلب کرتی ہے - کیونکہ اس وقت تک کسی چیز کی نسبت نہیں قائم کی جا سکتی - جب تک دوئی نہ ہو - ہم کہہ نہیں سکتے یہ دایاں ہے - جب تک بایاں نہ ہو - اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے - یہ شمال ہے - جب تک جنوب نہ ہو - اسی طرح جو واحد ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ دوسرے ہوں - مگر احد کے معنے ایک ہیں اور ایک دوسرے کی نفی کر دیتا ہے - مگر "ایک" کے لفظ سے بھی وہ مفہوم ادا نہیں ہو سکتا جو احد میں پایا جاتا ہے - لیکن ہم چونکہ مجبور ہیں کہ اسکے سوا کوئی اور لفظ نہیں ہے - اس لئے اسی کو استعمال کرتے ہیں تو

احد کے معنی

ہیں - وہ ذات جو ایسی ایک ذات ہے کہ جس کا تصور کریں تو دوسری کسی ذات کا خیال بھی دل میں نہ آسکے - پس احد وہ صفت ہے کہ جو سب خلق سے منزہ ہو - اور درحقیقت

اللہ تعالیٰ کی اصل شان

احدیت ہی ہے - کیونکہ جب خدا تعالیٰ مخلوق سے تعلق کے لئے نیچے اُترتا ہے - تو اس کی صفات محدود ہوتی جاتی ہیں جیسے مثلاً سورج ہے - اس کی چوڑائی آٹھ لاکھ میل ہے - لیکن آنکھ کے مقابلہ میں آکر چھوٹا سا رہ جاتا ہے - کیونکہ اگر وہ اپنی پوری جسامت میں ہو تو آنکھیں دیکھ نہ سکتیں - پس جس طرح آنکھوں کے محدود ہونے کی وجہ سے جب تک سورج چھوٹا نہ ہو - آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں - اسی طرح خدا تعالیٰ جو احد کی شان رکھتا ہے - اور اس کی اصل شان یہی ہے - جب بندوں پر ظاہر ہوتا ہے تو ایسا کہ ہم اسے دیکھ سکیں اور خدا تعالیٰ کی وہ جلوہ گری کامل نہیں ہوتی - پس اللہ تعالیٰ کی اصل شان کو جو احدیت ظاہر کرتی ہے - کوئی اور نہیں کرتی - میرا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ

دو قسم کا رب،

ہے ایک رب الاحدیت اور ایک رب المخلوق - شان اول کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکتا - مگر دوسری شان محدود ہے - اسی طرح خدا تعالیٰ رحمٰن بھی دو قسم کا ہے - وہ رحمانیت جو احدیت کے لحاظ سے ہے - اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا - لیکن وہ رحمانیت جو بندوں سے تعلق رکھتی ہے - اسے ہر عقل والا دیکھ سکتا ہے - یہی خدا تعالیٰ کی مالکیت کا حال ہے - اور یہی اس کے علم کا - ہماری نسبت سے اس کا علم محدود ہے لیکن جب احدیت کی شان کا علم ہو - تو محدود نہیں ہوتا انہی دو کیفیتوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگوں میں

خدا تعالیٰ کے متعلق بڑے جھگڑے

چلے آئے ہیں - بعض نے تو کہا - خدا نظر نہیں آتا

بعض نے کہا نظر آتا ہے۔ اس پر جھگڑنے لگ گئے۔ حالانکہ جنہوں نے کہا نظر نہیں آتا۔ انہوں نے بھی ٹھیک کہا۔ اور جنہوں نے کہا نظر آتا ہے۔ انہوں نے بھی ٹھیک کہا۔ جنہوں نے کہا نظر آتا ہے۔ انہوں نے اس شان کے لحاظ سے کہا۔ جو بندوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اور جنہوں نے کہا نظر نہیں آتا۔ انہوں نے ان صفات کے لحاظ سے کہا۔ جو احدیت کے گرد چکر لگاتی ہیں۔ پس خدا تعالٰے نظر نہیں آتا۔ اور بے شک نظر نہیں آتا۔ جب تک ان صفات کو نہ دیکھیں۔ جو بندوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے۔ کہ میں نے خدا تعالٰے کو ان صفات کے ساتھ جو احدیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ دیکھا ہے۔ تو وہ جھوٹ کہتا ہے۔ اسی طرح جو یہ کہتا ہے۔ کہ خدا تعالٰے کسی شان میں بھی نظر نہیں آتا وہ بھی جھوٹ کہتا ہے۔ دراصل دونوں قسم کے لوگ الگ الگ نقطہ نگاہ سے بات کر رہے ہوتے ہیں۔

فرمایا۔ قُلْ ھُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ کہو اللہ ایسا ہے۔ کہ کوئی چیز اس کے مقابلہ کی نہیں ہے۔ پھر

احدیت دو رنگ کی

ہے۔ ایک وہ جسے ہم سمجھنا چاہتے ہیں۔ اور وہ نفی سے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں سمجھانے کے لئے فرمایا۔ اللّٰہ الصمد۔ میں صمد ہوں۔ یعنی وہ چیز جس کی مدد کے بغیر کوئی کام نہ کیا جا سکے۔ یہ گویا تنزل کی احدیت کو بیان کرنا شروع کیا ہے۔ کہ میں وہ خدا ہوں۔ جس کی مدد کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اور جب یہ صورت ہے۔ تو یاد رکھو۔ کہ میرے دروازہ سے بھٹکنا فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔ کہیں چلے جاؤ۔ کسی پیر فقیر کو حاجت روا بناؤ۔ وہ سب میرے محتاج ہیں۔ پس جسے چشمہ ملے وہ گلاس پر کیوں بیٹھ جائے۔ اور میں ہی

وہ چشمہ ہوں

جس سے تمام اپنے اپنے کوزے اور گھڑے بھرتے ہیں۔ جب سب مجھ ہی سے حاصل کرتے ہیں۔ تو تم کیوں مجھ سے تعلق نہ کرو۔ اور مجھی سے نہ مانگو۔

پھر فرمایا۔ لم یلد و لم یولد۔ صمدیت سے ایک اور بات نکلی۔ یہ مان لیا۔ کہ خدا کی مدد کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ بات پھر محدود ہو جاتی ہے۔ بعض شخص بڑی طاقت رکھتے ہیں۔ مگر وہ طاقت ایک زمانہ سے شروع ہوتی ہے اور دوسرے پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے فرمایا

میں وہ احد ہوں

کہ جو ہمیشہ سے چلا آیا۔ اور ہمیشہ رہوں گا۔ نہ میں نے کسی کو جنا۔ کہ میں جب فنا ہو جاؤں گا۔ تو میرا بیٹا میرا قائم مقام ہوگا۔ اور نہ مجھے کسی نے جنا۔ کہ پہلا وہ صمد تھا۔ پھر اس کے بعد میں بنا۔ بلکہ میں ہی پہلے بھی صمد تھا۔ میں ہی اب بھی صمد ہوں۔ اور میں ہی ہمیشہ صمد رہوں گا۔ گویا

میں خدا وہ خدا ہوں

جو پہلے پیچھے اور آئندہ کا خدا ہوں۔ اور میں وہ خدا ہوں جو چھوٹے بڑے سب کا خدا ہوں۔ اس لئے مجھ سے ہی مدد مانگنی چاہیئے۔

دیکھو کیسے کیسے نکتے خدا تعالٰے کی کلام میں ہیں۔ لم یلد پہلے فرمایا اور وَلَمْ یُوْلَدْ بعد میں۔ پہلے مفسر کہتے ہیں۔ کہ یہ قافیہ بندی کے لئے کیا گیا ہے۔ مگر یہ بات درست نہیں۔ اس میں

ایک اور حکمت

ہے۔ اور وہ یہ کہ لم یلد دلیل ہے لَمْ یُوْلَدْ کی۔ انسان اپنے موجودہ حال پر پچھلے کا قیاس کیا کرتا ہے۔ ہم ماضی کے متعلق موجودہ سے علم حاصل کرتے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے بھی۔ اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے خدا تعالٰے نے لم یلد وَلَمْ یُوْلَدْ میں بتایا۔ کہ میں نے کوئی بچہ نہیں جنا۔ اس سے اندازہ لگا لو۔ کہ پہلے بھی نہیں جنا گیا۔ اور جو چیز خود نہ جنا سکے جلے۔ اس کے متعلق معلوم ہو گیا۔ کہ اسے کسی نے نہیں جنا۔

پھر نہ صرف خدا تعالٰے اپنی ذات میں کسی قسم کی کمزوری نہیں رکھتا۔ بلکہ کوئی چیز ایسی بھی نہیں۔ جو اس کی شان کو حاصل کر سکے

برابری دو قسم

کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو اوپر سے نیچے آنے کی صورت میں ہوتی ہے۔ اور دوسری وہ جو نیچے سے اوپر جانے کی حالت میں ہوتی ہے۔ مثلاً میں اس ممبر پر آپ لوگوں سے اونچا کھڑا ہوں۔ اب یا تو میں نیچے اتر آؤں۔ تب دوسروں کے برابر ہو جاؤں گا۔ یا کوئی اوپر آ جائے۔ تب میرے برابر ہو جائیگا۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ میں خدا تعالٰے نے یہ فرمایا۔ کہ خدا نیچے نہیں آتا۔ آگے و لم یکن له کفواً احد میں یہ بتایا کہ نہ صرف یہی کہ خدا اپنے درجہ سے نیچے نہیں آتا۔ بلکہ انسان یا کوئی مخلوق اتنی طاقت حاصل نہیں کر سکتی۔ کہ خدا کا کفو یعنی اس کی شریک ہو جائے۔ خدا تعالٰے کی شان اتنی بلند ہے کہ انسان خواہ کتنا اونچا ہو جائے۔ اس کا عبد ہی رہیگا۔ صمد کے معنی رفیع کے بھی ہیں۔ کہ خدا تعالٰے اتنا بلند ہے۔ کہ انسان جتنے بھی بلند ہوں۔ اس کے نیچے ہی رہیں گے۔

کامل توحید

ہے۔ جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سورہ سے بہت محبت تھی۔ اور آپ اسے بہت پڑھتے تھے۔ اسے پڑھ کر دم بھی کرتے تھے۔ یہ وہ احدیت ہے۔ جس کے بغیر تقدس حاصل نہیں ہو سکتا۔ پہلے قرآن کریم میں یہ بیان نہیں فرمایا۔ کہ خدا کیسا ہے۔ اس لئے ان آخری سورتوں میں

خدا تعالٰے کی شان

بیان کی گئی ہے۔

اس سے آگے بتایا۔ کہ ایسے خدا سے تعلق کسطرح پیدا کرنا چاہیئے۔

تعلق دو قسم

کا ہوتا ہے۔ ایک اپنی ذات سے۔ دوسرا دوسروں سے۔ اس لئے فرمایا۔ جب تم نے رفیع الدرجات خدا کی طرف پرواز کرنی ہے۔ تو پھر جتنی بھی پرواز کرو۔ تھوڑی ہے۔ اس سورت نے نہ صرف یہ بتایا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ بلکہ یہ بھی بتایا ہے۔ کہ وہ غیر محدود ہے۔ اور اس تک ترقی کرنے کے درجے کھلے ہیں۔ دیکھو جب ہمیں یہ معلوم ہو۔ کہ فلاں چوٹی تک ہم نہیں پہنچ سکتے۔ تو اس کے یہی معنی نہیں۔ کہ ہم کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ ہماری

ترقی کی وسعت

کبھی کم نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح خدا تعالٰے نے یہ بتایا کہ اس کی اصل شان کو کوئی نہیں پا سکتا۔ ترقیات کے درجات کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ اور انسان کے دل میں خواہش پیدا کر دی ہے کہ اسے پاؤں۔ اور یہ خواہش خدا تعالٰے کی بے اندازہ رفعت کی وجہ سے کبھی مٹ نہیں سکتی ؛

اب اس خواہش کے پورا کرنے میں جو روکیں ہو سکتی ہیں۔ ان کے دور کرنے کے طریق بتائے ؛

اس امر کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالٰے کو پانے کا طریق

میانہ روی

ہے۔ اسی لئے مسلمانوں کو امۃ وسط قرار دیا گیا ہے۔ سورہ فلق میں میانہ روی کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا قل اعوذ برب الفلق۔ کہو میں رب الفلق سے پناہ مانگتا ہوں۔ فلق اس راستہ کو کہتے ہیں۔ جو دو چوٹیوں کے درمیان ہو۔ انسان کہتا ہے۔ اس خدا کے سامنے جانے کے لئے جو احدیت کی شان رکھتا ہے اور جس کے حصول کی ترقی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اس کا رستہ

یعنی میانہ روی ہے۔ مگر اس میں بہت سی روکیں ہیں۔ اس لئے میں اس خدا کی طرف جاتا ہوں۔ جس نے میانہ روی میں اپنی ربوبیت کو محدود کر دیا ہے۔ ان ترقیات کے حصول میں اکثر لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ یہ روک ہے۔ اور وہ روک ہے۔ مگر سچی بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ تک پہنچنے کے لئے

دنیا کا ہر ذرہ

روک ہے۔ اور جو لوگ ناکام رہتے ہیں۔ وہ اسی لئے رہتے ہیں۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ ہم نے فلاں روک کو دور کر دیا۔ مگر روک کوئی اور ہوتی ہے۔ جس کی طرف ان کا خیال بھی نہیں ہوتا۔ کامیاب وہی انسان ہوتا ہے۔ جو سمجھتا ہے۔ کہ دنیا کا ذرہ ذرہ مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ وہ اتنا ہوشیار ہوتا ہے کہ بیوی۔ بچے۔ استاد۔ شاگرد۔ مال جائداد۔ رتبہ۔ عزت۔ عمل بےعملی غرض ہر چیز سے ہوشیار رہتا ہے۔ کیونکہ کبھی انسان اپنے کسی عمل کی وجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کسی بےعملی سے۔ کبھی علم کی وجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ کبھی جہالت سے۔ اس لئے کامیاب ہونے والا انسان خدا تعالےٰ کے حضور گرتا اور کہتا ہے۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ مجھے معلوم نہیں۔ میرے رستہ میں ہلاکت اور روکاوٹ کہاں سے آرہی ہے۔ اس لئے اے خدا جو خالق ہے تمام چیزوں کا ان کے شر سے مجھے بچا کیونکہ ان کے شر کا تجھے ہی پتہ ہے۔

یہ پہلا مقام ہے ترقی کا۔ کہ انسان ہر ذرہ سے حتیٰ کہ اپنے نفس سے بھی ڈرتا اور اس کے شر سے پناہ مانگتا ہے پھر یہی نہیں۔ بلکہ

مومن اپنے ایمان سے بھی ڈرتا ہے

کہ ممکن ہے۔ اس پر میرے دل میں تکبر پیدا ہو۔ اور میں مارا جاؤں وہ قرب الی اللہ سے بھی ڈرتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ہلاکت کا موجب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ بلعم کے لئے ہو گیا۔ اسی خطرہ کی طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا ملجاء ولا منجا الا الیک میں اشارہ فرمایا ہے۔ کہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ ہمارے لئے ہلاکت اور وبال اسی رستہ سے آرہا ہو۔ جو ہم نے تجھ تک پہنچنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ اس لئے ہمارے لئے نجات کی صورت تو ہی ہے۔ پس مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو ہر ذرہ سے ڈرنا چاہیئے۔ اور چونکہ انسان کو علم نہیں ہوتا۔ کہ کونسی چیز اس کی ہلاکت کا باعث ہو سکتی ہے۔ اس لئے ان اشیاء کے پیدا کرنے والے خدا سے ہی پناہ مانگنی چاہیئے۔

اس سے اوپر

ہلاکت کا دوسرا درجہ

ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان ہلاکت کے متعلق نگہداشت نہیں کرتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہلاکت آنی شروع ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ طوفان کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس وقت پتہ بھی لگ جاتا ہے۔ کہ ہلاکت کہاں سے آرہی ہے۔ لیکن انسان اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ ایسی حالت کے متعلق فرمایا۔ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ انسان کو یہ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ مجھے اس اندھیرے سے پناہ دے۔ جو ساری دنیا میں چھا جاتا ہے

اس سے اوپر

گمراہی کا ایک اور درجہ

ہے۔ دوسرا درجہ تو یہ تھا۔ کہ انسان کے امکان میں نہ تھا۔ کہ برائی سے بچ سکے۔ مگر وہ اس سے بچنے کی خواہش رکھتا تھا۔ گویا اس کا دل زندہ تھا۔ اور وہ جانتا تھا۔ کہ میں گناہ میں مبتلا ہوں۔ اس سے مجھے بچنا چاہیئے۔ مگر اس سے اوپر یہ مقام ہے۔ کہ بدیوں میں لذت محسوس کرنے لگ جاتا ہے وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔ پھر وہ زمانہ آجاتا ہے۔ کہ تیرے ساتھ جو گرہ بندھی ہوئی تھی۔ وہ کھل جاتی ہے۔ یہ سب سے خطرناک حالت ہے۔ جب گرہ ٹوٹ جاتی ہے۔ تو خدا کی محبت سرد ہو جاتی ہے۔ اور خواہش ہی نہیں رہتی۔ کہ گناہوں سے بچوں۔ اس وقت ایسے انسان کی مثال اس

ٹوٹی ہوئی کشتی

کی طرح ہوتی ہے۔ جو سمندر میں بہ رہی ہو۔ اور اس کے ساتھ کوئی رسی بھی نہ ہو۔ اس لئے فرمایا۔ کہو میں ان سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو ان گرہوں میں پھونک مارتے ہیں۔ جو تجھ سے بندھی ہوئی ہیں۔ اب تو کوئی صورت تجھ سے تعلق کی نہ رہی۔ اس لئے اس حالت سے پناہ مانگتا ہوں۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ یہ

دوسرا سلسلہ

ہے۔ جو انسان کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوتا ہے۔ اگر انسان بدی کے رستہ پر چلے۔ تو اس کی وہ حالت ہوتی ہے۔ جو اوپر بیان ہوئی۔ اور اگر نیکی کے رستہ پر چلے۔ تو حاسد لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو اسے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف کھینچنے لگ جاتے ہیں۔ گویا انسان خود تو خدا تعالےٰ کو نہیں چھوڑتا۔ لیکن کچھ اور چیزیں ہیں۔ جو حصول قرب میں رخنہ ڈالتی ہیں۔ ان کے متعلق کہتا ہے۔ کہ میں ان سے بچنا چاہتا ہوں۔

اس سورۃ میں ان دونوں رستوں سے ہوشیار کیا گیا ہے۔

اب جو

بنی نوع انسان سے تعلق

ہے۔ اس کے متعلق بتایا ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہو میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مَلِکِ النَّاسِ اِلٰہِ النَّاسِ۔ کہدے میں اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس کی مدد اور نصرت چاہتا ہوں۔ جو انسانوں کا رب ہے۔ انسانوں کا بادشاہ ہے۔ انسانوں کا معبود ہے۔ کس بات سے پناہ مانگتا ہوں۔ کیا ہی عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے۔

بنی نوع انسان کے تعلقات

کے متعلق ایک گر بتایا ہے۔ اور وہ گر یہ ہے۔ کہ انسانوں کے تعلقات جب بگڑتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ انسان سمجھتا نہیں کس اصل پر تعلقات ہونے چاہئیں۔ اور تعلقات کے بگڑنے کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ۔ کہ بعض بد ارواح پیچھے رہ کر وسوسہ اندازی کرتی ہیں۔ اور اس وجہ سے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔ ایک انسان دوسرے کا حق مارتا ہے۔ لیکن اس لئے نہیں مارتا۔ کہ وہ سمجھ رہا ہوتا ہے میں حق مار رہا ہوں۔ بلکہ اس لئے مارتا ہے۔ کہ اس کے نفس میں ایسی بدی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے۔ میرا حق ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

فرماتے۔ میں نے ایک چور سے پوچھا۔ تمہیں دوسروں کا مال چراتے شرم نہیں آتی۔ کہنے لگا۔ شرم کس بات کی۔ مال اس کا ہوتا ہے۔ جو محنت کرے۔ اور ہم سے زیادہ اس کے حصول کے لئے کون محنت و مشقت برداشت کرتا ہے۔

تو انسان ایسے

غلط طریق

پر چلا جاتا ہے۔ کہ وہ سمجھتا نہیں۔ دوسروں کا حق مار رہا ہے بلکہ وہ یہی سمجھتا ہے۔ کہ میں سچی راہ پر ہوں۔ یہاں قادیان میں ہی میں نے دیکھا ہے۔ ایک شخص صراحتاً دوسرے کا حق مار رہا ہوتا ہے۔ لیکن وہ یہی کہتا ہے۔ یہ میرا حق ہے۔ ابھی ایک معاملہ ہوا۔ ایک عورت میرے پاس آکر کہنے لگی۔ دیکھو یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ ہم تمہارے سوا انصاف کے لئے اور کس کے پاس جائیں۔ لیکن جب میں نے کہا۔ یہ ظلم نہیں۔ بلکہ درست بات ہے تو کہنے لگی۔ ہم پہلے ہی جانتے تھے۔ آپ بڑے لوگوں کی رعایت

کریں گے ہماری بات کون سنتا ہے *

تو تمام تعلقات خراب ہونے کی یہی وجہ ہوتی ہے۔ کہ انسان سمجھتا ہے۔ یہ

میرا حق

ہے۔ حالانکہ اس کا حق نہیں ہوتا *

مجھے افسوس ہے۔ کہ میں اس پہلو پر زیادہ مفصل بیان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس وقت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ دو دفعہ مجھے ایسا جھٹکا لگ چکا ہے۔ کہ میں گرنے لگا تھا۔ اور اب زیادہ کھڑا ہونا اور بولنا میرے لئے مشکل ہے *

تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اس طرح جب

خیالات میں نقص

پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کبھی سیاسی امن میں نقص آجاتا ہے۔ اور کبھی مذہبی تعلقات میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا گیا۔ کہ اپنے رشتہ داروں کو زیادہ مال دیتے ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے ایک لڑکے کو سرزنش کی۔ تو اس کے رشتہ دار کہنے لگے۔ اچھے نبی بنے پھرتے ہیں۔ جو لڑکوں کو مارتے ہیں *

اس سورہ میں خدا تعالےٰ نے یہ بتایا ہے۔ کہ ان سے پناہ مانگو۔ جو پیچھے سے پوشیدہ طور پر انسان کے اندر بدی پیدا کرتے ہیں۔ اور سب نیکیوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ یہ کبھی بڑے آدمیوں میں سے ہوتے ہیں۔ کبھی چھوٹوں میں سے *

چونکہ میری طبیعت بہت کمزور ہوگئی ہے۔ اور میں اب بیان نہیں کرسکتا۔ اس لئے ختم کرتا ہے۔ اور

دعا

کرتا ہوں۔ مگر تکلیف بہت ہے۔ اس لئے شاید لمبی دعا بھی دیر تک نہ کرسکوں۔ تاہم سب کے لئے دعا کروں گا۔ آپ لوگ بھی میرے لئے دعا کریں۔ جماعت کی ہر قسم کی ترقی۔ علمی۔ دینی۔ مالی کیلئے دعائیں کی جائیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ آپ لوگوں پر حافظ روشن علی صاحب کا بھی حق ہے۔ انہوں نے تکلیف اٹھا کر سارے قرآن کریم کا درس دیا۔ ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَن لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا۔ وہ خدا کا بھی شکر گذار بندہ نہیں بن سکتا۔ تو حافظ صاحب کے لئے دعا کی جائے۔ پھر میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ ہماری جماعت قادیان کے لڑکوں میں ایسے فتنے پیدا ہو رہے ہیں۔

جوان کی آئندہ ترقی کے متعلق مایوس کرنے والے ہیں اس کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ ہماری آئندہ نسلوں کو ہر قسم کے نقائص سے محفوظ رکھے۔ اور ان کے ماں باپ کو جوان کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ اصلاح کی توفیق دے۔ اور وہ یہ سمجھ سکیں۔ اولاد خدا نہیں۔ خدا اور ہے۔ اور اولاد کام نہ آئے گی۔ بلکہ خدا ہی کام آئے گا۔ اس لئے اسی کی رضا مقدم ہونی چاہیئے *

میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ کئی دوست مجھے اس وقت

دعا کے لئے رقعے

دیتے ہیں۔ جب میں دعا کرنے لگتا ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ ایسے رقعے دعا کرنے سے دس بارہ پندرہ بیس گھنٹے پہلے دیا کریں۔ تاکہ میں انہیں پڑھ سکوں۔ پہلے مجھے جو رقعے دیئے گئے تھے۔ وہ میں نے پڑھ لئے تھے۔ مگر جو یہاں آنے پر دیئے گئے ہیں۔ وہ نہیں پڑھے جاسکتے۔ دعا تو سب کے لئے ہوگی۔ مگر خصوصیت سے دعا نہیں ہوسکے گی۔ کیونکہ وہ رقعے بغیر پڑھے میری جیب میں پڑے ہیں۔ اگر پہلے دیئے جاتے۔ تو ممکن تھا دعا کرتے وقت مجھے بعض دوستوں کے نام یاد ہوتے۔ اور میں ان کے نام لے کر دعا کرتا۔ اس کے بعد دعا ہوئی *

تلاش ملازمت

(۱) ایک تجربہ کار احمدی محرر کی ضرورت ہے۔ ایک وکیل کے پاس ضلع منٹگمری میں کام کرنا ہوگا۔ درخواست مقامی امیر یا پریزیڈنٹ کی تصدیق سے آنا چاہیئے۔ جس میں امانت و دیانت اور چال چلن اور لیاقت کی تصدیق ہو۔

ذوالفقار علی خاں۔ ناظر امور عامہ قادیان

(۲) خاکسار کی تعلیم پرائمری تک ہے ایک سال تک آٹا چکی میں کام کیا ہے اگر کسی احمدی تاجر یا کسی کارخانہ والا کو ضرورت ہو۔ تو بندہ کو اطلاع دیں۔ تنخواہ ۲۰ یا ۱۵ کھانا ساتھ ہو۔ اس سے کم نہ ہو۔

خاکسار عبد الغنی احمدی پائل ریاست پٹیالہ

اطلاع ملازمتوں کے لئے جو اعلان دفتر امور عامہ کی طرف سے شائع ہوں۔ ان میں درخواست کنندہ کو الفضل یا کسی اور کا حوالہ نہیں دینا چاہیئے۔ بلکہ جس صیغہ کے لئے درخواست مطلوب ہو۔ اس کے نام لکھنی چاہیئے *

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل) (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

شملہ ۲۴ اپریل۔ مسئلہ حج کے متعلق گورنمنٹ کا ایک سرکاری بیان شائع ہوا ہے جسمیں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ حجاز کے بندرگاہ حاجیوں کے سفر کے لئے غیر محفوظ ہیں۔ اور اسقدر کم وقت میں حاجیوں کی سہولت و آرام کا کوئی انتظام نہیں کیا جاسکتا۔ ساتھ ہی یہ امر بھی مشتبہ ہے۔ کہ آیا مکہ معظمہ میں ان کے لئے کافی خوراک کا بھی انتظام ہو سکیگا۔ لہذا گورنمنٹ اس معاملہ میں کوئی مداخلت نہیں کرنا چاہتی۔ اگر مسلمانوں کی مذہبی انجمنیں ان خطرات کا احساس کرنے کے بعد بھی یہ ذمہ داری لینے کو تیار ہیں۔ کہ وہ اپنے ہم مذہب لوگوں کو امسال حج کے لئے جانے کی صلاح دیں۔ تو گورنمنٹ کوئی روکاوٹ نہ ڈالے گی۔ بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ گورنمنٹ جہازی کمپنیوں کو حاجیوں کو لیجانے سے روکنا چاہتی ہے۔ اور حاجیوں کو پاسپورٹ دینے میں رکاوٹ ڈالنا چاہتی ہے۔ جو بالکل بے بنیاد ہے۔ جو جانا چاہیں گے۔ انکو پاسپورٹ دئے جائیں گے۔ اور جہازی کمپنیوں کو کوئی ممانعت نہیں کی گئی ہے۔

کلکتہ ۲۴ اپریل۔ کلکتہ میں آج کل شدید طوفانی موسم ہے۔ تین روز کے اندر کئی انچ پانی گرا۔ بارش کی وجہ سے کئی گھنٹے ٹریم بند رہی۔ راستہ میں اسقدر پانی تھا۔ کہ ٹیکسی وغیرہ کی آمد و رفت بھی بعض جگہ بند تھی۔ طوفان کی وجہ سے کلکتہ بمبئی۔ اور کلکتہ مدراس کے تار برقی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔

مدراس ۲۴ اپریل۔ آج ایک شدید طوفان آیا جس سے کوچین میں جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔

شملہ ۲۳ اپریل۔ لاہور کا ایک خاص تار مظہر ہے۔ کہ یہ نوٹ کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی بے چینی راولپنڈی لوکوموٹو شاپ میں ایک نفر کی ملازمت سے برطرفی کے بعد شروع ہوئی۔ ان لوگوں کو مقاومت مجہول اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اس کو تو اب نظر انداز کر دیا گیا ہے اور ہڑتالیوں کے لیڈروں کی طرف سے ۲۵ فیصدی اضافہ تنخواہ کے لئے مجبور کیا جارہا ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ ٹرینوں کی آمد و رفت جاری ہے۔ اور کوئی گاڑی بند نہیں ہوئی ہے۔

سری نگر ۲۴ اپریل۔ ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔ کہ کشمیر میں ہیضہ پھیلا ہوا ہے۔ اور اس مرض سے بہت اموات ہو رہی ہیں۔ لہذا جو لوگ کشمیر جانا چاہیں۔ ان کو سفر پر روانہ ہونے کے قبل ٹیکہ لگوا لینا چاہیئے۔

الہ آباد ۲۴ اپریل۔ شرومنی گردوارہ پربندھک کمیٹی کی درخواست پنڈت موتی لال نہرو نے بذریعہ تار ناظم نابھہ کو اطلاع دی تھی۔ کہ وہ دو ممبران لیجسلیٹو اسمبلی کو نابھہ جیل کا معائنہ کرنے اور اکالی قیدیوں کی حالت دیکھنے کا موقع دیں۔ ناظم نابھہ نے پنڈت جی کی یہ درخواست نامنظور کر دی۔

کلکتہ سے لالہ لاجپت رائے جی آسام کی طرف روانہ ہو گئے۔

مدراس ہائیکورٹ کے ایک جج صاحب ۲۴ دنوں سے کچے آٹے پر گذارہ کر رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ ہماری صحت آگے سے بہتر ہے۔

کلکتہ ۲۴ اپریل۔ کلکتہ کارپوریشن نے ہاگ مارکیٹ میں ایک پیر کی قبر کے تصفیہ کی تحقیقات کیلئے جو اسپشل کمیٹی تیار کی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے۔ کہ لاش کو قبر سے نکال کر ایک دوسری جگہ دفن کیا جائے۔

امرتسر ۲۵ اپریل۔ آج دوپہر کو قلعہ بھنگیاں نامی ایک مسلمانوں کے محلہ میں ایک ہندو خونچہ والا مقتول پایا گیا۔ اسکی وجہ سے شہر میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔

امرتسر کے اخبار ضیا خت پنچ کے ایڈیٹر نے معافی مانگنے کے لئے بڑی کوشش کی ہے۔ مگر گورنمنٹ نے معافی نہ دیتے ہوئے اس امر کا ثبوت دے دیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کسی کی رعایت نہیں کرنا چاہتی۔

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۶ اپریل۔ صوفیہ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ بلیونا نامی تھیٹر اور بلغاریہ کی سب سے بڑی لائبریری (میونسپل لائبریری) نذر آتش ہو گئیں۔ کسان اشتراکیین نے تھیٹر کے نیچے بم رکھدیا جس سے آگ لگ گئی۔ کوئی اتلاف جان نہیں ہوا۔

برلن ۲۶ اپریل۔ وان ہنڈنبرگ جمہوریہ جرمنی کے صدر منتخب ہو گئے ہیں۔

لنڈن ۲۴ اپریل۔ لارڈ بیلفور فلسطین سے لنڈن واپس تشریف لے آئے ہیں۔ یہودیوں کے ایک مجمع کثیر نے آپکا استقبال کیا۔ صاحب موصوف نہایت خوش و خرم نظر آتے تھے۔ رواٹر سے ایک ملاقات کے دوران میں آپ نے فرمایا۔ کہ فلسطین کے متعلق پہلے سے اب میرا یقین زیادہ پختہ ہوتا جاتا ہے۔

لنڈن ۲۵ اپریل۔ ملک معظم جارج پنجم معہ ملکہ معظمہ سفر بحیرہ روم سے واپس لنڈن پہنچ گئے۔ عمائدین سلطنت نے سٹیشن پر آپ کا استقبال کیا۔

حال ہی میں ڈاکٹر رابرٹ گلاٹ نے ایک آلہ ایجاد کیا ہے۔ جس سے بہرے اشخاص اپنے ہاتھ کی ہتھیلی سے سن سکیں گے۔

لنڈن ۲۴ اپریل۔ البرٹ ہال میں مبلغین کے اجتماع عظیم کے روبرو چھوٹا ناگپور کے لاٹ پادری نے ہندوستان میں عیسائیت کے متعلق بیان کیا۔ کہ اس لغو اور مبہم خیال پر کہ ہندوستان عیسائیت کے قریب تر ہے۔ مجھے ہمیشہ غصہ آتا ہے۔ ہندوستان آج اتنا ہی قریب ہے۔ جتنا کہ بیس سال پہلے تھا۔ اس میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہونے پایا۔ در اصل وہ عیسائیت سے بعید تر ہو گیا ہے۔

ایتھنز ۲۳ اپریل۔ بلغاریہ کی فوج میں دس ہزار سپاہیوں کے اضافہ سے یونان کے اخبارات تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔

لنڈن ۲۴ اپریل۔ ٹائمز کا خاص تار۔ ٹائمز کا نامہ نگار برلن سے لکھتا ہے۔ کہ پولیس نے ۲۴ بلغاروی طلباء کو گرفتار کیا ہے جنہوں نے ایک کلب بنا رکھا تھا۔ ان لوگوں پر جرائم صوفیہ سے بالواسطہ تعلق رکھنے کا شبہ کیا جاتا ہے۔

آکسفورڈ ۲۴ اپریل۔ ویمبلے کی دوسری سالانہ نمائش ۹ مئی کو ملک معظم اور ملکہ معظمہ کے ہاتھوں افتتاح پذیر ہوگی۔ یہ نمائش پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہوگی۔ نوآبادیوں نے جو اشیاء نمائش کے لئے ارسال کی ہیں۔ وہ گذشتہ سال سے زیادہ جاذب توجہ ہیں۔ تفریحات کی طرف زیادہ توجہ کی جا رہی ہے۔ شاہی ہوائی فوج کے ہوائی جہازوں کی پرواز اور ہوائی جہاز کو بھگا دینے والی اتواپ کا نظارہ بڑا دلچسپ ہوگا۔ ۱۶۶۶ء میں جو آگ لنڈن کو لگی تھی۔ اسکا نظارہ بھی پیش کیا جائے گا۔ سرکس اعلیٰ پیمانہ پر ہوسکے۔ ۲۴ اگست بری اور بحری فوج کی قواعد اور پریڈ دکھلائی جائیگی۔

لنڈن ۲۲ اپریل۔ ٹائمز کا خاص تار۔ وزیر مستعمرات نے عرب وفد سے ملنے کے بعد فرمایا۔ کہ غالباً فلسطین میں برطانوی پالیسی نہیں بدلے گی۔ اور نہ بدلنے کی کوئی توقع ہو سکتی ہے۔

لنڈن ۲۵ اپریل۔ بلغاریہ کے متعلق متضاد خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ ٹائمز کے نامہ نگار مقیم صوفیہ کی اطلاع کے مطابق ملک کی حالت پر سکون ہے حادثہ کے [illegible] ابتک [illegible] گرفتاریاں ...